شذرات

گزشتہ صدیوں میں مسلمانوں کے ادبار و زوال کا ایک بہت بڑا سبب ان کے باہمی اعتقادی و سیاسی اختلافات تھے۔ اعتقادی اختلافات موجب بنے سیاسی اختلافات کے یا سیاسی اختلافات کے نتیجے میں اعتقادی اختلافات پیدا ہوئے؟ یہ مسئلہ اہل علم کے ہاں برابر موضوع بحث رہا ہے۔ بہرحال اس سے کسی کو انکار نہیں کہ یہ ہر دو اختلافات سب سے بڑا سبب تھے مسلمانوں کے عروج و اقبال سے قعرِ مذلت میں گرنے کے۔

غیر مسلم قوموں کی براہ راست غلامی یا بالواسطہ اثر اور دباؤ سے گلو خلاصی کے بعد آج ہر مسلمان ملک کو بے شمار اور دوسرے مسائل کے ایک اہم مسئلہ یہ بھی در پیش ہے کہ کس طرح وہ اپنے ہاں داخلی ہم آہنگی و اتحاد، جذباتی و فکری بھی اور سیاسی و اجتماعی بھی، بروئے کار لائے اور دوسرے یہ کہ اس وقت بین الاقوامی سیاسیات میں دنیا کا رجحان جو بڑی بڑی سیاسی وحدتوں کی طرف ہے اس میں یہ مسلمان ملک اپنی جگہ کہاں بنائیں۔

اکثر مسلمان ملکوں نے اپنی داخلی ہم آہنگی و وحدت کے لئے اپنی وطنیت اور لسانیت کو اساس بنایا ہے۔ اور اس سلسلے میں اسلامیت کا درجہ اس کے بعد آتا ہے ترکوں اور ایرانیوں میں تو یہ قومی رجحان عرصہ دراز سے چلا آرہا ہے اب بیشتر عرب ممالک بھی اسی راہ پر گامزن ہیں ان کے ہاں امۃ عربیۃ اور الوحدۃ العربیۃ کا تصور مقدم ہے۔ امۃ اسلامیۃ اور الوحدۃ الاسلامیۃ پر اور اس طرح ان ملکوں کے اندر جو اعتقادی اختلافات تھے، انہیں قومی وحدت کے تحت عملاً غیر موثر بنانے کی کوشش کی جارہی ہیں۔

اب پاکستان کا مسئلہ ان سب مسلمان ملکوں سے جدا ہے ان کی طرح کی جغرافیائی، نسلی، لسانی اور تاریخی قومیت کی ہمارے ہاں زیادہ گنجائش نہیں۔ ہمیں تو اپنی داخلی ہم آہنگی و وحدت کا جذبہ اسلام سے حاصل کرنا ہے اور اسلام ہی اسکی اساس اور اس کا سب سے بڑا محرک ہو سکتا ہے۔ جب یہ صورت حال ہے اور اسلام کو اپنی قومی وحدت کا نقطہ آغاز اور محرک اولیں بنائے چارہ نہیں۔ تو کیا ان حالات میں یہ ضروری نہیں کہ اس ملک میں جو مختلف اسلامی فرقے موجود ہیں، اور وہ کافی فعال و موثر بھی ہیں۔ ان کے باہمی اعتقادی اختلافات کی شدت اور اس سے پیدا ہونے والی منافرت کم ہو۔ ہمارے نزدیک یہ دینی ضرورت تو ہے ہی اسکے ساتھ ساتھ ہماری یہ قومی ضرورت بھی ہے۔

انہی دنوں ہمیں ایک مشہور عالم دین شیخ ابوزہرہ کی کتاب "المذاہب الاسلامیہ" جس میں مسلمانوں کے اعتقادی و سیاسی فرقوں سے بحث کی گئی ہے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ موصوف نے شروع ہی میں لکھا ہے کہ اعتقادات کی بناء پر مسلمانوں میں جو فرقے بنے ان کے درمیان اعتقادی بناء پر کوئی جوہری فرق نہیں پایا جاتا یہ فرق اصل عقائد کے بجائے فروعات میں ہے۔ اور شیخ موصوف کے نزدیک عقیدۂ توحید ہی عقائد اسلامی کا مغز و خلاصہ ہے۔ اور اس میں سب اہل قبلہ متحد الخیال ہیں۔

اب اگر اس اصول پر تمام فرقوں کا اتفاق ہو جائے۔ یا وہ اسے تسلیم کرنے پر آہستہ آہستہ آمادہ ہوتے جائیں، تو اس وقت ان کے اختلافات میں جو شدت ہے اور اس سے جو مخاصمت پیدا ہو رہی ہے، وہ بہت حد تک کم ہو جائے گی۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ جب یہ اعتقادی اختلافات اصل دین میں نہ تھے، بلکہ فروعات میں تھے تو پھر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں تاریخ کے گزشتہ ادوار میں اس قدر نفرت کیوں پھیلی بعض اوقات ان کے درمیان خونریز جنگیں کیوں ہوئیں اور انہوں نے ایک دوسرے کو کافر و ملحد و زندیق ثابت کرنے کی کوششیں کیوں

کیوں کیں؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ ان تاریخی ادوار کے سیاسی حالات تھے جنہوں نے ان فطری اعتقادی اختلافات کو یہ شکل دی، اور ایک ملت بدقسمتی سے، بظاہر مختلف ملتوں میں بٹ گئی اور ان میں آپس میں منافرت کے بیج پھوٹے جو بعد میں رفتہ رفتہ بڑھتے شجر عظیم بن گئے۔ مثال کے طور پر معبد جہنی اور غیلان جہنی فرقہ قدریہ کا بانی کہا جاتا ہے وہ دونوں اموی حکمرانوں کے مظالم کے خلاف تھے چنانچہ مارے گئے۔ اسی طرح فرقہ جبریہ کا بانی جہم بن صفوان بھی دراصل بنو امیہ کی مخالفت کی وجہ سے قتل ہوا۔

اعتقادی اختلافات نے سیاسی اختلافات کو جنم دیا۔ یا سیاسی اختلافات باعث بنے اعتقادی اختلافات کے بہر حال ان میں سے کوئی بات بھی ہو۔ اعتقادات کے اختلاف نے بعد میں یہ جو صورت اختیار کی کہ مسلمان مذہب کی بنا پر آپس میں متحارب گروہوں میں بٹ گئے۔ اور ایک نے دوسرے کو کافر و زندیق قرار دے کر اس کے خلاف انتقامی اقدام کرنا ضروری سمجھا۔ یہ سب سیاسی اغراض یا سیاسی ضرورتوں کے تحت ہوا۔

اب جب نہ وہ سیاسی حالات رہے اور نہ وہ لوگ رہے جن میں یہ کشمکشیں تھیں تو تاریخ کے ان افسوس ناک واقعات کی بناء پر آج اعتقادی اختلافات کو مسلمانوں میں وجہ تفریق و منافرت بنانا کہاں تک درست ہے۔

مختلف فرقوں کے باہمی اختلاف اور بحثیں دین کے اصل جوہر میں نہیں بلکہ فروعات میں ہے۔ اور یہ کہ ان فرقوں کی آپس کی کدورتیں تاریخی حالات اور سیاسی ضرورتوں کا نتیجہ تھی اگر ہمارے ہاں اس چیز کا شعور عام ہو جائے اور پھر فرقے کے منصف مزاج اہل علم اور اصحاب قلم اس پر زور دیں تو پاکستان کی داخلی ہم آہنگی و وحدت کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اسے حل کرنے کی سخت اور فوری ضرورت ہے۔